سخنان

سیدۂ کونینؑ

''یوں تو دنیا میں بہت سی عورتیں گذری ہیں جن کا نام دنیا عزت واحترام کے ساتھ لیتی ہے اور جنھوں نے اپنے عظیم کارناموں اور اوصاف وکمالات کی وجہ سے عزت وناموری حاصل کی لیکن چند عورتیں ایسی بھی ہیں جنھیں خدا کی طرف سے بلند مراتب عطا ہوئے جیسے حضرت حواؑ، حضرت ہاجرہؑ، حضرت سارہؑ، حضرت مریمؑ اور حضرت آسیہؑ............لیکن حضرت فاطمۂ زہراؑ کا مرتبہ ان سب عورتوں سے بلند ہے۔ کیوں کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا **فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔** ''فاطمہؑ تمام بہشتی عورتوں کی سردار ہیں۔''

جب فاطمہؑ زہرا آپؐ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپؐ کھڑے ہوجاتے ان کی پیشانی چومتے اور اپنی نشست گاہ سے ہٹ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔ گویا رسولؐ اکرم اپنے طرزِ عمل سے بتلا رہے تھے کہ میری بیٹی کو عام عورتوں کی طرح نہ سمجھنا، اس کا مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے۔ یہی میری جگہ بیٹھنے کی اہل ہے اور اس کی اولاد میری وارث ہے۔

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے ہادی ورہبر تھے، مگر عورتوں کے بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جو صرف عورتوں کی ذات سے وابستہ ہوتے ہیں، اس لئے قدرت نے جناب سیدہ کو عورتوں کی سردار بنایا۔ جب کوئی حکم نازل ہوتا تو رسول اکرمؐ اس پر عمل کر کے مردوں کو سمجھاتے تو فاطمہؑ عورتوں کو عملی درس دیتیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی ماں کا ان کی امت نے اتنا احترام کیا کہ حضرت مریمؑ کا بت بنا کر پرستش کرنے لگی مگر جگر گوشۂ رسولؐ کو امتِ مسلمہ کے مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو آپ کے جائز حق سے محروم کر دیا گیا۔ وہ گھر جسے خدا نے بلند کیا تھا، جہاں ملائکہ آتے تھے، اسے نذر آتش کرنے کی دھمکی دی گئی۔ اور پہلوئے مبارک پر در گرایا گیا۔ یہ تو وہ مصائب ہیں جو حیات میں ہوئے اور بعد وفات تیرہ سو برس بعد مظلومہ کا روضہ تک مسمار کر دیا گیا اور آج تک جگر گوشہ رسولؐ کے الفاظ فضا میں گونج رہے ہیں۔

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

سید الساجدینؑ

تبلیغِ دین کے لئے ایک عرصۂ دراز سے انبیاء اور اولیاء دنیا میں آتے رہے اور یہ سلسلہ روزِ ازل سے آج تک قائم ہے۔ عدلِ خداوندی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ شر کی طاقتوں کے مقابلے میں خیر کی طاقتیں تسلسل کے ساتھ قائم رہیں۔

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک تبلیغ دین کی جو کوششیں ہوئیں ان کے تذکروں سے کتابوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ مخصوص وقت اور ماحول کے لئے خدا کی حجت اس تیرہ و تاریک دنیا کو منور کرنے کے لئے آتی رہی۔ یہاں تک کہ آج سے سوا چودہ سو سال قبل پیغمبر آخرالزّماںؐ تشریف لائے، ابتداء میں آنحضرتؐ نے بھی اپنی گفتار اور اپنے کردار سے دین کی خدمت کی، وہ وقت بھی آیا کہ خاموشی کی فضا ٹوٹی، گفتار کے ترانے بند ہوئے کردار اور کارزار کا ہنگامہ شروع ہوا، پیغمبر آخرالزماںؐ نے اپنی رحلت سے قبل حسینی شہادت کا عنوان مقرر کیا، حضرت علیؑ نے اپنی تمام زندگی تبلیغ دین میں بسر کی، اور شہادت حسینی کا مقصد لوگوں کے سامنے پیش کیا، امام حسنؑ نے حسینی شہادت کے کردار ابھارے، امام حسینؑ نے شہادت کا عمل سرانجام دیا، اور امام زین العابدینؑ نے تفسیر شہادت پیش کی، جو دورِ ابتلا امام زین العابدینؑ کو نصیب ہوا اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی لیکن سید سجادؑ کا ایک ایک عمل اسی طرح نپا تلا تھا، جیسا ان کے آباؤ اجداد کا، انھوں نے اپنے صبر سے بے حِس زندگی میں حرارت پیدا کی، انھوں نے اپنے تحمل سے ملت کے لڑکھڑاتے ہوئے قدم کو سنبھالا دیا، انھوں نے اپنی جانفشانی سے ملت کی نازک دیوار کو آ ہنی کر دیا، انھوں نے اپنی عبادت سے خدا کی وحدانیت کا سکّہ چہار دانگ عالم میں رائج کیا، سوئے ہوئے ذہنوں کو بیدار کیا، پسماندہ قوم کو معراج انسانیت تک پہنچایا، گھُٹی ہوئی زندگی کو چلتی ہوئی ہوا اور بہتے ہوئے پانی کی روانی بخشی، قوم کے منجمد خون میں حرارت آئی، ایسا معلوم ہوتا تھا گویا سید سجادؑ نے زمانے کے فرس کی لجام اپنے ہاتھوں میں لی ہے، وقت ان کے تابع ہو گیا، ان کے نکلے ہوئے الفاظ ذرّوں کے سینوں کو چیر کر تحت الثریٰ تک جا پہنچے، زمین و آسمان ان کی آنکھوں کی گردش کے منتظر تھے، کوفہ و شام ان کی روحانیت کے زیرِ نگیں تھے اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے انسان کو یزید کا تخت و تاج سلام کر رہا تھا۔

یہ حقیقت ہے کہ تبلیغِ دین حق میں جو کردار امام زین العابدینؑ نے ادا کیا ہے وہ آج بھی ہماری قوم کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ ان کی راہ گزر کے ذرّوں سے ہم آج بھی اپنی زندگی سنوار سکتے ہیں، ان کے بتائے ہوئے اقوال سے آج بھی ملت کی کشتی بھنور سے نکل سکتی ہے۔''